

یوم مصلح موعود کی تقریب پر مختلف مقامات پر جلسے

جماعت احمدیہ سکھر (سنہ)

چنیوٹ

۲۰ فروری بد نماز مغرب پنجمن احمدیہ چنیوٹ کا جلسہ مصلح موعود کے موضوع پر ہوا۔ صدر مولوی محمد نایک صاحب بھاشمی مولوی فاضل تھے۔ (۱۰) ناشر علی محمد صاحب اشرف (۲) مرزا غایت اللہ صاحب فاضل اور صاحب نے مصلح موعود کے موضوع پر مختلف پیرایوں میں تقریریں فرمائیں ماضی نے پوری دلچسپی سے تقاریر کو سنا۔ اسی دوران میں بد اعتقاد جلسہ ٹریٹس بھی تقسیم کئے گئے۔ جو کہ تبلیغ اور مصلح موعود کے ہونے پر بیوہ کرک سے واصل کئے گئے تھے۔

حاکم رفیعا الدین ارشد سیکرٹری تبلیغ جماعت چنیوٹ ضلع چنگ

لجنہ امام اللہ حمید ر آباد (سنہ)

۲۰ فروری ۱۹۵۲ء کو سہیج سے ۵ بجے شام تک محکم باو عبدالغفار صاحب کان پوری کے مکان پر جلسہ مصلح موعود زیر صدارت محکم والدہ آغا علی محمد صاحب منعقد ہوا۔ سیدہ رشیدہ بانو نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود پڑھی۔ اور محکم ملک فضل حق صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے الفضل سے

مضمون سنایا۔ پھر خاکہ سیدہ ام طارق اہلیہ سید احمد علی صاحب مبلغ نے صداقت اسلام کا روشن نشان کے موضوع پر مضمون سنایا جس میں پیشگوئی مصلح موعود کا پورا ہونا اسلام کی صداقت کا موجب بتایا۔ پھر اہلیہ صاحبہ محکم میر احمد صاحب نے

نظم درائین سے سنائی۔ اور اہلیہ صاحبہ محترمہ شاعر صاحب کان پوری نے مصلح موعود میں سے مضمون سنایا

آخر پرسید احمد علی صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے پیشگوئی مصلح موعود اور کتب سابقہ و زرگان امت مہرید و وحدت اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کر کے اس کا پورا ہونا اسلام و احیت کی

حقیقت کے لئے بطور روشن نشان ثابت کیا۔ اور دعا کے ساتھ کارروائی ختم ہوئی۔ جلسہ میں خیر احمدی ستورات کافی تعداد میں تھیں۔

خاکسارہ میدام طارق اہلیہ سید احمد علی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدر آباد (سنہ)

جماعت احمدیہ سکھر نے ۱۰۲۰ سال کو مصلح موعود کا جلسہ کیا۔ محکم سید بشیر احمد شاہ صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے صدق حضرت امام جماعت احمدیہ میں کے موضوع پر اور محکم محمد یوسف صاحب سابق چیف کمیٹی نے مصلح موعود کے کارنامے کے موضوع پر تقریر کی۔ اور ثابت کیا کہ ہمارے موجودہ امام ہی آپ پیشگوئی کے صدق میں جلسہ دعا پر برخواست ہوا۔ قریشی عبدالرحمن سیکرٹری

سکھر

جماعت احمدیہ سکھر نے ۱۰۲۰ سال کو مصلح موعود کا جلسہ کیا۔ محکم سید بشیر احمد شاہ صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے صدق حضرت امام جماعت احمدیہ میں کے موضوع پر اور محکم محمد یوسف صاحب سابق چیف کمیٹی نے مصلح موعود کے کارنامے کے موضوع پر تقریر کی۔ اور ثابت کیا کہ ہمارے موجودہ امام ہی آپ پیشگوئی کے صدق میں جلسہ دعا پر برخواست ہوا۔ قریشی عبدالرحمن سیکرٹری

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پہلی بیعت کہاں ہوئی تھی؟

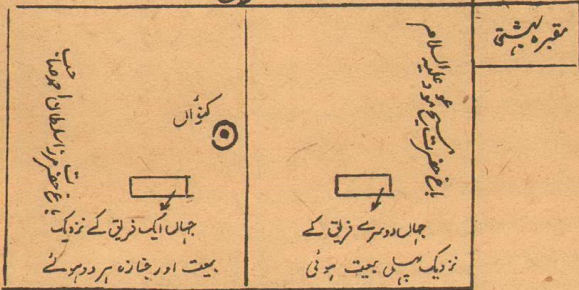
پہلی بیعت کہاں ہوئی تھی؟

اذ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ دیوبند

بعض دوستوں میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پہلی بیعت کہاں ہوئی تھی۔ ایک طبقہ کی رعایت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ کی نماز تو اخو محترم حضرت مرزا سلطان احمد صاحب والے باغ میں گنوں کے شمال مغربی جانب ہوئی تھی۔ لیکن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت اس باغ میں نہیں ہوئی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام والے باغ میں اس جگہ کے سامنے ہوئی تھی جہاں شہادت کے لئے بیعت کی جگہاں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن اس کے مقابل پر دوسرے طبقہ کا یہ خیال ہے کہ نماز جنازہ اور بیعت دونوں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب والے باغ میں ہوئے تھے۔ اس جو دوست اس موقع پر قادیان میں موجود تھے۔ وہ اس بارے میں مجھے اپنی شہادت نوٹ کر کے ارسال فرمائیں۔ تا حقیقت معلوم ہو سکے۔

ذیل کے سرسری خاکہ سے اس اختلاف کی صورت آسانی سے ظاہر ہو جائے گی۔

مشرق



گویا نماز جنازہ کے متعلق قہرود فرقہ کا اتفاق ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب والے باغ میں ہوئی تھی۔ لیکن بیعت کے متعلق ایک فرقہ کہتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام والے باغ میں ہوئی تھی۔ اور دوسرا فرقہ بیعت کی جگہ جیگا یا اس کے ساتھ کی جگہ بتاتا ہے۔ جہاں نماز جنازہ ہوئی تھی۔ جہم دید علم رکھنے والے دوست اپنی شہادت سے مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

حاکم مرزا بشیر احمد بیوہ ۲۱

۴۰ احمدیہ نے اس دن کی اہمیت بتاتے ہوئے مصلح موعود کی پیشگوئی پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور ثابت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین ایہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی مصلح موعود ہیں۔ بعد دعا جلسہ اقامت پڑھا۔ سیکرٹری تبلیغ چک علاء علیہ السلام نے دعا پڑھی۔

دنیا پور

۲۰ فروری کو مسجد احمدیہ دنیا پور جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس میں شیخ شائق احمد صاحب نے اس پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔

شیخ محمد منیر طالب احمدی

چورچوک عکا

بد نماز عشا، مسجد احمدیہ میں جناب ڈاکٹر غلام قادر صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ جہاں محمد صاحب نے حضرت مصلح موعود ایہ اللہ اودد کی پیشگوئی پر تقریر کرتے ہوئے۔ "ہذا علوم ظاہری و باطنی سے پڑھ کر کیا جائیگا" کو واضح فرمایا۔ جناب مولوی رحمت علی صاحب مبلغ نے تفصیل کے ساتھ حضور کے بچپن سے

۴۰ احمدیہ نے اس دن کی اہمیت بتاتے ہوئے مصلح موعود کی پیشگوئی پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور ثابت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین ایہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی مصلح موعود ہیں۔ بعد دعا جلسہ اقامت پڑھا۔ سیکرٹری تبلیغ چک علاء علیہ السلام نے دعا پڑھی۔

تعلیم الاسلام کالج کی والی بال ٹورنامنٹ میں کامیابی

مورخہ ۲۲-۲۳-۲۴ فروری ۱۹۵۲ء کو لاہور میں والی بال ٹورنامنٹ تھا۔ جس میں تعلیم الاسلام کالج لاہور کی ٹیم نے بھی شرکت کی۔ اور مقابلے کے فضل سے فائنل میچ جیت کر Trophy حاصل کی۔ Semi Final میچ راولپنڈی کی ٹیم سے بہت دلچسپ ہوا۔ تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ طفر اللہ خان، بشیر احمد، مسٹر حفیظ اور اعجاز بہت اچھا کھیلے۔

سورہ ۲۶ فروری ۱۹۵۲ء

پاکستان میں اردو زبان کا مقام

اردو اور بنگلہ کا ایسا جھگڑا نہیں تھا کہ اسکو اتنی اہمیت دی جاتی تھی کہ بنگلہ بزرگ بنگال میں دی گئی ہے اور جس کے نتیجے میں اتنی شوگر شس پیا کی گئی کہ حکومت کو کئی بار گولی چلانا پڑی اور کئی دکانا پٹا بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے مشرف اور اہل بنگال کے وزیر اعلیٰ نے اپنے بیان میں کہا ہے۔

اردو بنگلہ کے جھگڑے کے نتیجے میں بعض عوامل کام کر رہے ہیں۔ جو ملک و قوم کے دشمنوں کے پیرا کار ہیں۔ اور ایسی ٹیشن کرنے والوں کو اشتعال دلا کر محض آگ لگا کر رہا گیا ہے۔

پاکستان کی علاقوں پر مشتمل ہے جن کی بولی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ انہی بولیوں میں سے ایک بنگلہ بھی ہے۔ اگرچہ مشرقی بنگال پاکستان کا ایک عظیم ترین صوبہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک صوبہ ہی ہے۔ اور اس میں جو بولی بولی جاتی ہے اس کی حیثیت سندھی-پشتو-پنجابی اور بلوچی کی طرح ایک صوبائی بولی سے زیادہ نہیں کی جاسکتی خواہ اس کے بولنے والوں کی تعداد ہی قدر ادا کیوں نہ ہو۔ اور جس طرح سندھی-پشتو-پنجابی اور بلوچی سے کوئی بولی پاکستان کی لگو افزا نہیں بن سکتی۔ اس طرح بنگلہ بھی نہیں بن سکتی۔

پاکستان ایک وحدت ہے اور خواہ مشرقی بنگال اور مغربی پاکستان ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک تمام پاکستان میں ایک ایسی بولی نہ ہو۔ جو تمام پاکستان میں بھی جاتے۔ اس وقت تک پاکستان لسانی لحاظ سے ایک وحدت نہیں بن سکتا۔ اس لئے سوال بڑا اہم ہے کہ ایسی بولی کونسی ہو سکتی ہے۔ جس کو پاکستان کے تمام صوبوں میں رائج کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ تمام صوبے لسانی لحاظ سے ایک دوسرے سے متحد ہو سکیں۔ کونسی ایک ایسی زبان ہو۔ جس میں سرکاری، تجارتی، تمدنی اور معاشرتی کاروبار سر انجام پایا کرے۔ تاکہ ان تمام بیلوں میں پاکستان میں ایک یگانگی اور وحدت کی لہر قائم ہو سکے؟

موجودہ وقت میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کام زیادہ تر انگریزی زبان سے لیا جاتا ہے۔ عام طور پر تمام بین الصوبیتی معاملات اس اجنبی زبان کے ذریعہ سر انجام دیئے جاتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے تمام لٹریچر اور عوام اس بات پر متفق ہیں کہ انگریزی زبان پاکستان میں رائج نہیں کی جاسکتی۔ جلد یا بدیر اس کو چھوڑنا ناگزیر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ پھر

وہ کونسی زبان ہے جو انگریزی کی جگہ لے سکتی ہے۔ کیا پنجابی؟ نہیں۔ کیا سندھی-پشتو۔ بنگلہ میں سے کوئی بولی اس قابل ہے کہ جو کام اس وقت انگریزی زبان سے لیا جاتا ہے وہی کام ان میں سے کوئی وہ کام دے سکے۔ یقیناً اس کا جواب نفی میں دیا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک بولی اپنے خاص علاقہ تک محدود ہے۔ اور کوئی بھی ایسی نہیں ہے۔ جو دوسرے صوبوں میں سمجھی جاسکتی ہو۔ مشرقی بنگال کی بولی کا ایک فقرہ بھی مغربی پاکستان والے نہیں سمجھ سکتے۔ الاما شاء اللہ، اسی طرح پشتو کا حال ہے۔ اور تقریباً یہی حال پنجابی، ملتان اور سندھی کا ہے۔ حالانکہ ان سب بولیوں میں ایک قسم کی مماثلت بھی ہے۔ مگر ایک لاہور کا باشندہ جو کبھی سندھ میں نہیں رہا سندھی بولنے والا کا مطلب نہیں سمجھے گا۔ اسی طرح ایک سندھی لاہور کی بولی سمجھنے سے عاری ہوگا۔

یہ ایک موٹی بات ہے جس کو ہم نے پیش کیا ہے۔ در نہ ان مختلف علاقائی بولیوں میں سے کسی کو پاکستان کی سرکاری زبان نہ بنانے کے لئے یہ سبیل درجات پیش کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً ایک سب سے بڑی اور نمایاں وجہ تو یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو سرکاری سہارا دے کر ایسا بنانے کی کوشش بھی کی جائے۔ تو پہلا اعتراض جو علاقہ والے کر سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ اسکو ان کی بولی پر ترجیح دینے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاسکتا۔ ایسی صورت میں اس سہرا کا حل کیا ہو سکتا ہے۔

کیا پاکستان میں کوئی ایسی زبان ہوتی ہو گی جس میں سرکاری طور پر سرکاری زبان بن سکتی ہو۔ یہ تو کوئی نیا نہیں ہے۔ اور ایک ملک کی وحدت اور سالمیت ایسی پراگندگی کی مشتمل نہیں ہو سکتی جیسا کہ کوئی ایسی ہی زبان پیدا کرنی چاہیے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ایسی زبان کوئی پہلے نہ موجود ہو۔ تو ملک و قوم کی سپردی چاہتی ہے۔ کہ ہم کوئی ایسی ہی زبان پیدا کریں۔ جو تمام صوبوں کے لئے یکساں ہو جس میں تمام سرکاری تجارتی، تمدنی، معاشرتی معاملات سر انجام پائیں۔ وہ ملک ایک ملک نہیں رہتا۔ جس ملک کے سرکاری کاروبار مختلف بولیوں میں سر انجام پاتے ہوں وہ ملک ایک ملک کس طرح جہلا سکتا ہے۔ اور کس طرح پروان چڑھ سکتا ہے؟

ہمیں آخر کوئی نہ کوئی زبان تو ایسی دینا

ہی پڑے گی۔ جو تمام صوبوں میں کم سے کم اعترافاً کے ساتھ رائج کی جاسکے جس میں ہمارے تمام سرکاری اور بین الصوبیتی کام سر انجام پاسکیں۔ انگریزی کو ہم جلد از جلد دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کی جگہ ایک ایسی ہی زبان لانا چاہتے ہیں جس میں ایک طرف تو کم سے کم تفریق و نشست کا احتمال بہت اور دوسری طرف ہمیں اس کو اپنے کاموں کے لئے ڈھالنے میں کم سے کم مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔

خوش قسمتی سے پاکستان میں ایک ایسی زبان اس وقت رائج ہے۔ جو ایک طرف تو پاکستان کے کسی علاقہ کی لوکل زبان نہیں ہے۔ اور اس لحاظ سے کسی علاقہ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف وہ تمام صوبائی بولیوں سے ہر لحاظ سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ اور سب سے آگے ہے۔ کہ کسی صوبائی زبان کو کتنی جگہ کو جس میں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ جو خاکہ ہر ایک اسلامی لٹریچر کا تعلق ہے بنگلہ اس کے پاسنگ ہیں نہیں ہے۔ بنگلہ میں ہند کے مسافر دہائے وقت نے اپنے ایک عالیہ افتخار میں واضح کیا ہے۔ جو لٹریچر ہے وہ تمام کا تمام ہندو دانا ہے۔ اور اس کے باوجود بھی کہ اس میں کچھ قابل قدر لٹریچر موجود ہے۔ اس میں سرکاری دفاتر اور علاقہ ذیابن بننے کی بہت کم صلاحیت ہے۔ اس کی نسبت پر سنسکرت ایک ایسی زبان ہے جو سبھی دنیا کے کسی علاقہ میں بطور عام بولی کے شائد استعمال نہیں ہوئی۔ جو ایک تدریجی مددہ زبان ہے۔ اور زمانہ کے ساتھ ساتھ ہرگز ترقی نہیں کرتی رہی۔ مگر اس کے برخلاف اردو ایک ایسی زبان ہے۔ جس کی پشت پر نہ صرف پاکستان کی بنیادی بولیاں ہیں بلکہ فارس اور عربی جیسی زندہ اور وسیع زبانوں میں جن میں ہر قسم کے علمی خیالات کے اظہار کی قابلیت موجود ہے۔ اور جو رفتہ رفتہ کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی چلی آئی ہیں۔

پاکستان میں ایسی زبان کے ہوتے ہوئے بنگلہ اور اردو یا پنجابی اور اردو یا پشتو اور اردو کا سوال اٹھانا صریح جہالت ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اردو ایک نہایت ترقی یافتہ زبان ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس میں تمام پاکستان کی سرکاری زبان بننے کی سب سے زیادہ صلاحیت ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ یہ ایک ایسی زبان ہے۔ جس میں ترقی کرنے کی ذاتی صلاحیت موجود ہے۔ جس میں ہر ایک زبان کا لفظ اپنا یا جاسکتا ہے۔ اور جو پاکستان کی مختلف بولیوں سے بنیادی تعلق رکھتی ہے۔ جو کسی صوبے کی زبان نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود تمام پاکستان میں سمجھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بنگلہ اور پشتو بولنے والے جیساں طور پر اس کو سمجھنے بولتے اور لکھتے ہیں۔

اردو ایسی زبان کو پاکستان کی سرکاری اور عام زبان بنانا کوئی اذہم بات نہیں ہے۔ تمام بولیوں میں

جو مختلف صوبوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ یہی ہوتا ہے کہ ایک ہی زبان کو رائج کیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں ایسا ہوتا ہے۔ وہاں بھی منقسم صوبوں کی بولی الگ الگ ہے۔ سکاج بولی اور انگریزی کی بولی میں تو اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا کہ پنجابی و سندھی بلوچی اور اردو میں ہے۔ مگر سرکاری زبان ایک میا دی بولی ہے جس کو انگریزی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح انڈونیشیا کی سرکاری زبان اور بین الاقوامی زبان مختلف علاقوں کی بولیوں سے الگ ہے۔

جو کچھ ہم نے ادھر کہا ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اردو کوئی اہم حال تمام پاکستان کے لئے سرکاری زبان یا عام بین الاقوامی کاروباری زبان سے ٹھکر کوئی حیثیت تو ہی ملے۔ اور لوکل بولیوں کو بالکل مٹا دیا جائے۔ یہ نہ ہو سکتا ہے اور نہ ضروری ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ پنجابی یا پشتو یا بنگلہ بولنے والا ہر طرح اپنی مادری بولی میں اپنے جذبات اور خیالات ظاہر کر سکتا ہے۔ اس طرح اردو میں نہیں کر سکتا۔ خواہ اس کے حصول کے لئے اس لئے مختلف علاقے اپنی مادری بولی کو خیر باد نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ حکومت کو چاہئے کہ کوئی ایسا خیال یا ارادہ کرے جو حکومت کو چاہئے کہ ان مختلف بولیوں کی اپنی جگہ ترقی کے لئے بھی جہاں تک ممکن ہو کہ ترقی کرے۔ ہماری دست میں یہ امر قطعاً اردو کے پاکستان کی بین الصوبیتی زبان بننے کے معنی میں ہے۔ اس لحاظ سے بنگال میں جو کچھ ہوتا ہے۔ یہ ہرگز پاکستان کی خیر خواہی کے جذبہ سے نہیں ہوتا۔ یہ ایسا بات نہ تھی کہ اس کے لئے اتنی ہنگامہ آرائی کی جاتی۔ اور نہ یہ ایسی بات تھی جو سہولت سے سمجھی نہیں جاسکتی تھی۔ اول تو کسی سوال پر بھی ایسی ہنگامہ آرائی سے اس قسم کے معنی نہیں ہے۔ دوسرے یہ بعض ایک ضمنی سوال تھا۔ اور اگر اسکو حل کرنا ناگزیر ہو جاتا تھا۔ تو اس کے بغیر ہی حل ہو سکتا تھا۔ اس لئے یقیناً یہ ہنگامہ آرائی پاکستان کے دوستوں کی پیرا کار نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نتیجے میں بھی ذمیت کام کر رہی ہے۔ جس ذہنیت کی وجہ سے پاکستان میں مذہبی، اعتقادی اختلاف کی بنا پر فرقہ وارانہ سوال پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ متعدد دونوں کا ایک ہی ہے۔ اگرچہ مزاجاً جدا جدا ہیں۔

مشرق بنگال کی اہمیت نے بحالت میں بنگلہ کو جس اردو کے ساتھ سرکاری زبان تسلیم کیا ہے۔ اس سے خواہ دقتی طور پر کوئی کئی ہی فائدہ حاصل ہو۔ مگر یہ ہرگز اس ذہنیت کا دید با علاج نہیں ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ آج اس سب نے ایک سوراخ سے سر نکالا ہے۔ تو کل دوسرے سوراخ سے نکال سکتا ہے۔ نہ نئے نئے سوراخ بند کر کے سے کیا ہی بہتر نہیں ہے کہ سوراخ کرنے والے کیڑے کا سر ہی ہمیشہ کے لئے پھینک دئے جائے۔ خرد دارانہ بین الصوبیتی سوال پیدا کرنے والے گروہ ایک ہی سانس کے دوسرے میں کا قلع قمع کرنا حقیقی کام ہے۔

تاریخ احمد واقعات الہامات اور نشانات سماوی کی روشنی میں

(از مخدوم محمد عبداللطیف صاحب شاہد - رولہ)

۱۶ فروری ۱۸۹۵ء۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا کہ آج سے چالیس روز کے اندر اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی نشان دکھلائے گا۔

۱۷ فروری ۱۸۹۵ء۔ چالیس دن میں چند روز باقی تھے۔ کہ دریا چلنے لگا اور کھوکھلا ہوا۔ کھوکھلا ہونے کا یہاں تک ظاہر ہو گیا۔ اور شیخ جعفر جس کے مقابلہ میں آپ نے یہ اعلان کیا تھا۔ اب آگ بھڑک کر اس کا نشان نہ ملا۔ دیکھو حقیقتہً الوہی ص ۱۷۷۔

۲ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ یوم تبارک النافسۃ یوم تنجی کل نفس بما کسبت۔ یوم بخزی کل نفس بما کسبت۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)

۳ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ اصل واصوم واصبر وانام واجعل لک اوزار القوم واعطیک ما یدوم ان اللہ مع الذین اتقوا (تذکرہ ص ۱۷۷)

۴ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ ذلک بما عصوا وکاذبت دون (تذکرہ صفحہ ۳۴۶)

۵ فروری ۱۸۹۵ء۔ روزِ دو شنبہ عید الانبیاء حضرت اقدس علیہ السلام نے دیکھا کہ کیاں محمد اسحاق پسر میرزا مہر نواب صاحب (رضی اللہ عنہما) اور صاحبِ نبوت صاحبزادہ منظور محمد صاحب (رضی اللہ عنہما) کے پاسی تعلق نکاح کی تیاری ہو رہی ہے۔ ۶ فروری ۱۸۹۵ء۔ چنانچہ اسی روز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ (رضی اللہ عنہ) نے مسجد اقصیٰ میں اس نکاح کا اعلان فرمایا۔ حاشیہ تذکرہ ص ۱۷۷ اس مبارک تقریب کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کو چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے بخشے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رضا کی راہ میں بھلائے۔ اور رحمت و عافیت بخشے۔ اور اپنے والد ماجد کے اسمِ حسنیٰ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

۶ فروری ۱۸۹۵ء۔ روزِ یک شنبہ خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پیام کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پردے لگا رہے ہیں۔ اور وہ درخت نہایت بڑھکل اور سیاہ رنگ اور ٹوٹا ہوا اور چھوٹے قدر کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ کیسے درخت ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مستہربا۔ کہ اس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرنے بہت پھیلے یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمود تھا۔ جس نے دیکھا۔ (اشتراک طاعون ۶ فروری ۱۸۹۵ء۔ روزِ جمعہ ۱۳ ص ۱۷۷)

اس روایت کے مطابق بعد نصف صدی میں طاعون نے جرتا ہوا ہندوستان اور پنجاب میں پھیلنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور آپ کی جماعت کو اعجازی طور پر محفوظ رکھا۔ وہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ کاش کوئی صاحبِ بصیرت صرف اسی ایک نشان کو دیکھ کر مومنوں اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو جائے۔

۷ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ یوم الاثنین وفتح الحنین۔ (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۶ء)

۸ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام) یا نبی اللہ کنت لانا اعزک۔

۹ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ انی مع الاسباب ایتک بغتۃ۔ انی مع الرسول احیب اخطی واصیب۔ انی مع الرسول محیط۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)

۹ فروری ۱۸۹۵ء۔ کوئی بھی ہوا ہوا۔ کہ اللہ انت الاعلیٰ بین غیبی کو ہر گاہ۔ اور میرا ہی تاریخ مجھے یہ الہام ہوا۔ العید الاخرتینال منہ فتحا عظیماً۔ یعنی اللہ اور خوشی کا نشان تھے لے گا۔ جس سے ایک بڑی فتح تیزی ہوگی۔ کہ ممالک مشرقیہ میں نوسعد اللہ لہا ہوا میری پیشگوئی اور ممالک کے بعد جزوی کے پچھلے صفحہ میں ہی نوینا بلیک سے سرگیا۔ یہ تو پیمانہ نشان تھا۔ اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا۔ جس میں فتح عظیم ہوگی۔ سورہ طہ کی موت ہے جو ممالک غریبہ میں ظہور میں آئی۔ دیکھو پرچہ بدر ۱۸ فروری ۱۸۹۵ء۔ اس سے فداقی کا وہ الہام پورا ہوا۔ کہ "میں دو نشان دکھلاؤں گا" (تمتہ حقیقتہً الوہی ص ۱۷۷ حاشیہ)

۱۰ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الحکم)۔ عبد الکریم حیدر آبادی طالب علم نے مرض نائید روٹو فوٹیا میں ماوتے کتے کے کاٹنے کے بعد ملکا سے شفا پائی۔ اور یہ بے نظیر آسمانی معجزہ حضرت اقدس علیہ السلام کی دعا سے ظہور میں آیا۔ اللہ اکبر خیرت خیر۔

۱۱ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ چلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب ان کی دلجوئی ہوگی۔ اس آسمانی خبر کے مطابق ۱۹ فروری میں جاری پیغم کے ذریعہ بنگالہ کی تعلیم متوج ہوئی۔

۱۲ فروری ۱۸۹۵ء۔ (الہام)۔ اولئک قوم لایستقی جلیسہم۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)

۱۳ فروری ۱۸۸۵ء۔ (الہام)۔ عبد الباسط۔ آپ نے حضرت خلیفۃ اولیٰ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا۔ "شاہد اس میں آپ کی طرف اشارہ ہے"

بعد کے واقعات نے اسے صحیح ثابت کیا۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ اولیٰ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح بسطۃ فی العلم والمال عطا فرمائی۔ اور آپ کے مال سے سلسلہ حقہ کو بہت فائدہ پہنچا۔ اور آپ کے علم سے ایک چلہ مستفید ہوا۔

۱۴ فروری ۱۸۸۵ء۔ گذشتہ رات مجھے آپ کی نسبت دو ہولناک خواب آئے۔ یعنی جن سے ایک ہم وغم اور مصیبت معلوم ہوتی تھی۔ میں نہایت وحشت اور تردد میں تھا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ اور غصہ لگی ایک الہام بھی ہوا۔ کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں رہا چنانچہ کل سرداروں کی وفات اور انتقال کا خط پہنچ گیا۔ انما اللہ وانا الیہ راجعون۔ (مکتوب ۱۵ فروری ۱۸۸۵ء۔ بنام چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ) سرداروں کا جناب چودھری صاحب نے پرورش کیا۔ اور بیٹے کی طرح عزیز رکھتے تھے۔

۱۵ فروری ۱۸۹۵ء۔ حضرت خلیفۃ اولیٰ رضی اللہ عنہ کے شکوے سے علی بن میاں عبدالحی صاحب کی ولادت حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئی کے ماتحت ہوئی۔ جن کے جسم پر حجب غریب بڑے بڑے پتھر بھی نمودار ہوئے۔ دیکھو الحکم ۱۴ فروری ۱۸۹۵ء۔ صفحہ ۱۶ فروری ۱۸۹۵ء۔ کو مقدمہ کرم دین کی تاریخ چند دلال محبٹ کی عدالت میں تھی۔ جس میں چند دلال نے حضور اقدس علیہ السلام کے منفق ایک ناپاک ارادہ کیا تھا۔ کہ آپ کی دستبرد لگی جائے۔ اس دن حضور کی طبیعت یکدم ناساز ہو گئی۔ اور آپ ایک انگریز سول سرجن کے ساتھ شکیب سے بلا پیش ہوئے واپس چلے آئے۔ بعد میں گستاخی کی سزا میں چند دلال محبٹ سے منصف بنا کر سزا سنائی اور دوا لکوں کی موت کی مصیبت میں گرفتار ہو گئی۔ اور یہ مقدمہ ایک دوسرے محبٹ آتما رام کے سپرد ہوا۔ دیکھو سیرت المہدی مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۷ فروری ۱۸۹۵ء۔ مکتوب فارسی بنام امیر حبیب اللہ شاہ امیر (افغان) نشان مندوبہ الحکم از طرف اقدس علیہ السلام۔

۱۸ فروری ۱۸۹۵ء۔ (دقیقہ)۔ اور اس کا ترجمہ بھی اللہ تعالیٰ نے اسے سنا ہی بتلایا۔ اور وہ یہ ہے۔ تا بدتر ترا خواہد داشت۔ (الحکم ۱۶ فروری ۱۸۹۵ء)

۱۹ فروری ۱۸۹۵ء۔ انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔ (تذکرہ صفحہ ۸۲)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق عظیم الشان بشارت کا ایک اشتہار کے ذریعہ اعلان فرمایا۔ اور اس پیشگوئی کے ماتحت ۲ جنوری ۱۸۸۹ء۔ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور ۱۹۰۶ء۔ ۲۴۔ حضرت راکہ کے ذرا لگے الکی۔

کہ اس پیشگوئی کے مصداق آپ ہی ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ

۲۰ فروری ۱۸۹۱ء۔ (الحکم) کا پلاپڑا تادیب سے نکلا۔ اس سے چند ماہ پہلے یہ اخبار ۱۸۹۰ء۔ میں امرت سر سے شائع ہو رہا تھا۔

۲۱ فروری ۱۸۹۶ء۔ (الہام)۔ دردناک واقعہ اور دکھ۔ (الحکم ۲۲ فروری ۱۸۹۶ء۔)

۲۳ فروری ۱۸۹۶ء۔ (الہام)۔ کیفناک المستہزین۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)

۲۳ فروری ۱۸۹۶ء۔ کتاب اعجاز المسیح بذریعہ رجسٹری پر مہر علی گڑھی اور دوسرے مخالفت بریلوں کو بذریعہ رجسٹری چھاپ کر بھیجی گئی۔ اس بے نظیر عربی تفسیر سورہ فاتحہ کی تصنیف کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور پیشگوئی تجمیع لہ الصلوٰۃ بھی منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ (اعجاز المسیح کا نشان پورا ہونے پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں بطور خوشی و شکرانہ قیصر لکھی گئی۔ دیکھو الحکم ۲۴ فروری ۱۸۹۶ء۔ ص ۱۷۷)

۲۴ فروری ۱۸۹۶ء۔ قیصر مقدمہ بریلوٹ محمد بخش الیکٹرک ٹیلا مین حضرت اقدس علیہ السلام مولوی محمد حسین ٹالوی دیکھو صفحہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء۔

۲۵ فروری ۱۸۹۶ء۔ (الہام)۔ لولا الاکرام لہلک المقام۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)۔ اس الہام الہی کے مطابق قادیان شریف کو طاعون عارف سے محفوظ رکھا گیا۔ علی الخصوص حضرت اقدس علیہ السلام اور آپ کے تمام اہلیت کو اللہ تعالیٰ نے طاعون جیسی مہلک مرض سے اعجازی طور پر محفوظ رکھا۔ و فیہا عبرۃ للعاشرین۔

۲۶ فروری ۱۸۹۶ء۔ (الہام)۔ تحفۃ الملوک۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)

۲۷ فروری ۱۸۹۵ء۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)۔ مکتوب سے عجیب طرح پر شہرت قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الہی تھا۔ "موتا موتی لگ رہی ہے" کہ میں بیدار ہو گیا۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)

۲۸ فروری ۱۸۹۵ء۔ کو الہام ہوا۔ سخت زلزلہ آیا۔ اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کے بعد ایک دفعہ بادلی آیا۔ اور بارش ہوئی۔ اور رات کو بھی کچھ برسا۔ اور ۲ مارچ کے بعد رات کو سخت زلزلہ آیا۔ (تمتہ حقیقتہً الوہی ص ۱۷۷)۔

۲۹ فروری ۱۸۹۶ء۔ (الہام)۔ میدان بی فتح خدا تجھے دیکھا۔ (تذکرہ ص ۱۷۷)۔

۳۰ فروری ۱۸۹۶ء۔ (الہام)۔ میدان بی فتح ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ روزانہ الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کیلئے دے۔

حضرت بابا نانک اور سکھ و دو ان

(۴)

(از مکرم عبداللہ صاحب گیبانی گوجر نوالہ)

گیانی پر تھی پال سکھ نے بابا صاحب کے سفر مکہ کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ کا مٹا اذان کہنا بھی لکھا ہے۔ چنانچہ آپ زخمِ زلمتے ہیں :-
"آخر میں حضور نے ہاتھ اٹھائے اور بلند آواز سے کہا :-

گور بر ا کال :- گور بر ا کال

اس عجیب و غریب اذان کو سن کر تمام حاضرین محسوس آئے ہوئے وفد کے حیران ہو گئے۔ ترجمہ اکانی جو دعا و رنجیت ۴ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء میں شکر نہیں کہ کھنڈ تاریخ اس امر پر شاہ ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب نے اپنے مسلمانوں کے دوران میں اذان دی ہیں۔ چنانچہ مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس صاحب کا ارشاد ہے :-

بابا پھیر کے کھیا میل بتر دھارے بنوادی عا صاحب ہتھ کتاب کچھ کوڑہ بانگ مٹھے اھاگا دار پہلی پوڑی ۳۲

یعنی بابا صاحب نے اسلامی طریق اختیار کیا۔ اور اذانیں دیتے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ایک اور مقام پر بھائی صاحب موصوف نے بابا صاحب کا بغداد شریف میں اذان دینا مسترد ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :-

بابا گیا بغداد دنوں باہر جا کے کیا استغفانا اک بابا اکال روپ دو جا رہا بائی مردان دتی بانگ نماز کرن سمان بھیا جمانا (دار پہلی پوڑی ۳۵)

یعنی بابا صاحب بغداد گئے۔ آپ کے ساتھ بھائی مردان تھا۔ آپ نے شہر سے باہر ڈیرہ لگا دیا۔ اور نماز پڑھنے کے لئے اذان دی۔ آپ کا انداز ایسا مشہور اور دلنریب تھا کہ لوگ دھرم آگئے۔

اذان میں تمام اسلامی عقائد کا خلاصہ ہے جو شخص اذان کہتا ہے۔ گویا وہ اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہے۔ کسی مؤذن کے متعلق یہ دوہم نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مسلمان نہیں۔ یا اسلام کا مذہب ہی حضرت بابا نانک کا اذان دینا ان کے اسلام پر دلالت کرتا تھا۔ اور آپ کے مسلمان ہونے کی ایک بین دلیل تھی۔ اس کی موجودگی میں کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ اس لئے سکھ و دو انوں نے آپ کی اذان کو چھپانے کی انتہائی کوشش کی اور سکھ لٹریچر میں بہت کچھ لکھ دیا گیا۔ چنانچہ سکھوں کے مشہور موصوف۔ ددان بھائی ویر سنگھ نے لکھا کہ

"گورد صاحب ان گوگوں کی سیاہ باطنی سے بخوبی واقف تھے۔ اور ان کو اذان پر لانے کی طاقت رکھتے تھے۔ آپ کھڑے ہو گئے اور کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اور آسمان کی طرف دیکھ کر بائبل اسی انداز سے اور اسی لہجے میں اپنے اذان کہنی شروع کر دی۔ میں میں مسلمان اذان کہا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر اللہ ربیع بڑا ہے، بھی کہا۔ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) بھی کہا۔ سچی علی الفلاح (فلاح کیلئے سچی ہے) بھی کہا۔ مگر محمد رسول اللہ نہ تھا۔ خدا کو رب سے (اکبر) بڑا کہنا۔ اسے یہ کہنا کہ کوئی اور خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ اور نیکی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ خدا کے آگے جھکنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ کہنا گورد صاحب کے اپنے عقائد کے خلاف نہ تھا"

(ترجمہ از نانک چنتکار)

یہی صاحب نانک پر کاشش کو سچا عبادت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"سنگورد جی نے اذان دیکر تمام نگری کوچران کر دیا۔ جس سے لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ اور یہ سونے آپ سے تکرار کیا۔ تعجب اور تکرار ظاہر کرتے ہیں کہ آذان گورد صاحب نے مسلمانوں کی نہیں دی تھی۔ بلکہ اپنی ہی تھی"

(ترجمہ از نانک پر کاشش سچا عبادت) ۱۰۵۱ بابا صاحب کی اپنی آذان کو کسی بھی اس کا پتہ چھپانا نانک پر کاشش سے کچھ بھی نہیں چلنا۔ مگر نانک چنتکار میں بھائی موصوف اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ بابا صاحب نے ائمہ شہدان محمد رسول اللہ کے علاوہ باقی تمام اذان کی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ بابا صاحب موصوف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل تھے۔

اس کے علاوہ بھائی ویر سنگھ کے اخبار خالصہ سماچار کے دفتر سے دارالان بھائی گورداس مترجم ترح ہوئی ہیں۔ جس کا ترجمہ گیبانی نے ہزارہ سکھ کا فرمودہ بیان کیا جاتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ حصہ ایسا ہے۔ جس کی اصلاح بھائی ویر سنگھ صاحب نے خود کی ہے۔ اس میں بابا صاحب کی اذان کے متعلق مرقوم ہے :-

"گورد صاحب نے تمام اذانیں بنائیں

منتر پڑھکا اذان کی تھی۔

(ترجمہ از وارن بھائی گورداس ص ۱۱) ایک سکھ و دو ان گیبانی امر سنگھ نے بیان کیا ہے :-

"گورد صاحب نے شہر سے باہر ڈیرہ لگا دیا۔ اور مردانہ کور باب بچانے کا حکم دیا۔ نیز منتر نام کی ایک ایسی بلند آواز دی کہ جسے سکھ تمام شہر دھرم میں آگیا۔ اور سناٹا مچا گیا"

(ترجمہ از سنت سپاس ڈیکمبر ۱۹۵۰ء)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابا صاحب نے بجز اذان کے سوائے کسی اور اذان کی اذان نہیں دی تھی۔

ایک اور سکھ و دو ان نے بابا صاحب کی اذان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اور اس پڑھ کر جھیکارہ گچا یا تھا۔ گویا ان کے نزدیک نماز کے معنی "اور اس" اور اذان کے معنی "بھیکارہ"

ہیں (ملاحظہ ہو رسالہ امرت امرتسر اپریل ۱۹۳۳ء) مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام سکھ لٹریچر میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی۔ جس سے پتہ چلے کہ نماز کا لفظ اور اس کے لئے اور اذان کا لفظ بیکارہ کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔ چنانچہ

دسمگر نسخہ میں گورد گوبند سنگھ کا یہ قول مہربوہتے کہوں ہوئیے بہند آگا تری کو پوت جیویو کہوں جوئیے تزا کا پجارے بانگ بہتہ بو

(دسمگر نسخہ ص ۱۱) اس سے بھی اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ نماز اور اذان کا تعلق سماں سے ہے۔ کیونکہ یہ اسلامی اصطلاحیں ہیں۔ خود بھائی گورداس کی داروں میں بھی بانگ کا لفظ اسلامی اذان کیلئے استعمال ہوا ہے (ملاحظہ ہو دارالان پوڑی ص ۱۱) اور گورد گرتھ صاحب میں بھی بانگ کا لفظ اسلامی اذان کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو ص ۱۰۸ و ص ۱۱۱)

بیزیر امر بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب کے زمانہ میں تو موجودہ اور اس ہی عالم وجود میں آئی تھی۔ اور نہ بیکارہ سے ہی کوئی آشنا تھا۔ یہ دونوں چیزیں بہت مدت کے بعد رائج ہوئی ہیں۔ سکھوں کی موجودہ اور اس کے متعلق ایک سکھ و دو ان نے ہی لکھا ہے :-

"لفظ پاتیشا ہی دہل سے بات ظاہر نہیں کرتا کہ یہ دہل پاتیشا ہیوں کی اور اس سے۔ بلکہ اس سے تو یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ یہ گورد گوبند سنگھ کی تصنیف ہے۔ (ترجمہ از گورد بیزیر نے ص ۱۱۱) اس سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اور اس گورد گوبند سنگھ نے بنائی ہے۔ گورد صاحب موصوف سکھوں کے دوسرے گورد گوبند سنگھ کے جلدے ہیں اب کون اس امر کو تسلیم کرے کہ بابا صاحب نے

عرب میں وہ اور اس پر بھی تھی۔ جسے گورد گوبند سنگھ نے آپ کے کافی عرصہ بعد بنایا تھا۔ یہی حال بیکارہ کا ہے۔ اس کے متعلق بھی سکھ و دو ان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بابا صاحب کے زمانہ میں رائج نہ تھا۔ اور رسالہ امرت میں یہ بات بالقرائن بیان کی گئی ہے۔ کہ بیکارہ گورد گوبند سنگھ کے بعد عالم وجود میں آیا تھا۔ (ملاحظہ ہو رسالہ امرت جولائی ۱۹۳۳ء) اسکے علاوہ اور اس پڑھنے کا جو طریق سکھوں میں رائج ہے، وہ اذان سے بالکل مختلف ہے۔ اذان کانوں میں اٹھائیں ڈانگ دی جاتی ہے۔ اور اور اس دونوں ہاتھ جوڑ کر ادر کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ سر دار پھارو کا ہن سنگھ صاحبہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اور اس کے وقت دونوں ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے۔"

(ترجمہ از میان کوشن ص ۱۱۱)

لیکن بابا صاحب نے جس طریق پر اذان کی تھی۔ وہ بقول جہاں سکی بھائی بالا یہ تھا :-

کان اٹھائیں پائے تب نانک دتی بانگ جتنی حقیقت جمع سے سن ہوئی سکھ جانگ حتمساک بھائی بالا

بیزیر مٹھیکالٹ نے بابا صاحب کی اذان کے بارے میں یہ بیان کیا ہے :-

He also carried with him in the style of a Musalman devote a cup for his ablutions and carpet where an to pray. And when an opportunity offered he should the Muhammadan call to prayer like any orthodox ball awers of the Arabian prophet.

The Sikh Religion by H.R. Maculiffe P. 174

یعنی "جو کبھی رختہ ملا۔ گورد صاحب نے جوہ کے پیغمبر حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے والے کے مسلمانوں کی طرح اذان بھی دی"

(ترجمہ از میکالٹن رہتاسا حصہ اول ص ۱۱۱) لفظ "بیکارہ" ایک حقیقت ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب نے مسلمانوں کی طرح اذان دی تھی۔ مگر سکھ و دو انوں نے یہ خیال کر کے کہ مسلمان ایک مسلمان ہونا ثابت ہو چکا تھا ایک اذان پر پردہ ڈالنے کی غرض سے بہت کچھ لکھ دیا اور اور کئی باتیں سکھ کتب میں بھی لکھی داخل کر دیں۔ اور باقی صفحہ پر دیکھیں۔

مارچ ۱۹۵۲ء میں آپ کی قیمت اخبار ختم ہو

قیمت میں اس ڈر کے ذریعہ بھیج دیا کریں سو ہی بی کا انتظار نہ کیا کریں۔ اسی میں

آپ کو فائدہ ہے اور سہولت ہے۔

(تعمیر)

۲۳۹۷۷	چوہدری سلطان علی صاحب	۲۳۹۷۷	چوہدری خورشید عالم صاحب
۲۳۹۷۵	شیخ فضل حق صاحب	۲۳۹۷۸	حاجت احمدیہ ڈی بی ٹی ٹنگو
۲۳۹۷۰	مولوی عبدالسبح صاحب	۲۳۹۷۹	چوہدری شاہ محمد صاحب
۲۳۹۶۴	میاں ذاب الدین صاحب	۲۳۹۸۰	میاں غلام محمد صاحب
۱۹۳۹۴	مرزا محمد سیف احمد صاحب	۲۳۹۸۱	حکیم رحیم بخش صاحب
۲۳۵۰۶	مرد عبدال حکیم صاحب	۱۹۹۱۴	الف ڈی۔ پال صاحب
۲۳۹۶۳	ملک عبدالجبار صاحب	۲۳۹۸۲	ڈاکٹر محمد علی صاحب
۲۳۸۵۳	بابو محمد ضیف صاحب	۲۳۹۸۳	کیٹن نقار پوری صاحب
۲۳۹۵۱	میاں بہادر خان صاحب	۲۳۸۲۵	چوہدری محمد حسین صاحب
۲۳۹۵۲	میاں محمد حسن صاحب	۲۳۰۸۷	میاں غلام محمد خان صاحب
۲۳۰۲۲	ملک محمد نور صاحب	۲۳۹۶۲	میاں اختر دہ صاحب
۲۳۳۷۵	محمد امین بنی الدین صاحب	۲۱۹۲۰	غلام محمد صاحب
۲۳۰۷۸	سید محمود احمد صاحب	۲۱۱۳۸	ڈاکٹر نیر دین صاحب
۲۵۰۵۰	بیگم قریشی محمد بخش صاحب	۱۹۸۶۷	چوہدری محمد شفیع صاحب
۲۳۰۹۸	مولوی علی صاحب	۲۳۸۳۳	شیخ نعیم الدین صاحب
۲۳۶۰۱	حوالہ عبدالملک صاحب	۲۳۰۹۱	مرزا عزیز احمد صاحب
۲۳۱۶۲	قریشی عبدالرحمن صاحب راحت	۱۸۵۰۰	سوفی محمد اقبال صاحب
۲۳۲۸۳	ملک احمد دین صاحب	۱۹۱۳۶	منشی احمد دین صاحب
۲۳۷۷۸	قادر بخش صاحب	۲۳۷۸۵	ذکی کشور
۲۳۹۱۵	مولوی صدیق صاحب	۲۳۷۸۸	چوہدری عبدالسمیع صاحب
۲۳۱۳۳	مولوی محمد صدیق صاحب	۲۳۷۹۲	خواجہ عبدالحمید صاحب
۱۱۲۳۲	فتح محمد صاحب نثر شاہ	۲۳۱۸۳	محمد لطیف صاحب مرزا
۲۳۶۱۸	ڈاکٹر سید فیاض حسین شاہ صاحب	۲۳۹۱۲	کریم الہی صاحب
۲۳۰۵۹	میاں بہار احمد صاحب	۲۱۶۶	میاں ابراہیم صاحب
۲۳۲۲۳	چوہدری مشتاق احمد صاحب	۲۳۶۹۷	محمد شریف محمد شہر صاحب
۱۲۲۹۳	حکیم محمد یعقوب صاحب	۲۳۵۱۸	شیخ بشیر احمد صاحب
۱۲۸۱۲	بابو محمد فیاض احمد صاحب	۲۳۹۸۱	چوہدری فیض عالم صاحب
۲۳۸۴۲	حکیم محمد دین صاحب	۲۳۰۵۰	ڈاکٹر محمد الزار صاحب
۲۳۹۳۸	منشی نجات خان صاحب	۲۳۰۵۱	چوہدری نصر احمد صاحب
۲۳۹۵۷	چوہدری عبدالغنی صاحب	۲۳۰۳۶	حکیم محمد وقت اسم صاحب
۲۳۹۷۶	چوہدری مسعود احمد صاحب	۲۳۰۹۵	شیخ نبی بخش صاحب
۲۳۲۰۹	احمد خان صاحب انڈیا = ۲۵ مارچ ۱۹۵۲ء	۲۳۷۹۷	محمد رؤف صاحب
۲۳۲۲۷	عبدالمعز صاحب	۲۳۲۱۵	بیگم ڈاکٹر محمد حسین صاحب
۲۳۲۳۲	شیخ محمد دین صاحب	۲۳۷۱۸	چوہدری اختر بخش صاحب
۲۳۷۰۱	عبدالحمید صاحب شوق	۲۳۸۰۹	شیخ عبدالوہاب صاحب
۲۳۷۰۲	چوہدری رشید احمد صاحب	۲۳۰۹۲	میاں غلام محمد صاحب
۲۳۷۹۷	میاں محمد رؤف صاحب	۲۱۹۹۳	چوہدری محمد ابراہیم صاحب
۲۳۱۷۱	حمید اسلم صاحب قریشی	۲۰۳۶۲	ملک محمد فقیر احمد صاحب
۲۳۸۰۴	ناصر نعت علی صاحب	۲۱۵۲۲	میاں محمد یار صاحب
۲۳۰۰۳	ڈاکٹر محمد زین صاحب	۲۰۰۷	سیّدہ اسمعیل صاحب
۲۳۷۰۶	ملک جلال الدین صاحب	۲۱۵۸۶	چوہدری دین محمد صاحب
۲۳۷۸۵	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	۲۱۹۲۰	غلام محمد صاحب
۲۱۰۰۱	ڈاکٹر مسراج الدین صاحب	۲۳۸۰۱	میاں محمد امین صاحب

۲۳۹۷۷	کیٹن محمد افضل صاحب	۲۳۹۵۵	چوہدری بشیر احمد صاحب
۲۳۹۸۷	مسجد احمدیہ کراچی	۲۰۵۵۰	حکیم اطلاعات دکن
۲۳۱۰۱	چوہدری نذیر احمد صاحب	۲۳۲۳۰	کریم خان صاحب انڈیا
۲۳۱۱۲	چوہدری عبدالغنی صاحب	۲۱۲	بیگم محمد عثمان صاحب
۲۳۱۱۷	چوہدری عطاء احمد صاحب	۲۸۷۱	ملک صاحب خان صاحب لون
۲۳۹۸۶	ناصر خیر الدین صاحب	۲۰۰۸	چوہدری فتح محمد صاحب
۲۳۱۲۷	ناصر احمد خان صاحب	۲۱۲۳	شیخ غلام حسین صاحب
۲۳۱۳۲	میاں محمد خان صاحب	۵۳۰۶	بابو عبداللطیف صاحب
۲۳۱۳۶	مردار فیض احمد صاحب	۵۷۲۳	چوہدری محمد شریف صاحب
۲۳۱۳۸	محمد خان صاحب	۹۸۵۶	میاں عزیز محمد خان صاحب
۲۳۱۴۱	ڈاکٹر محمد رفیع صاحب	۱۰۸۷۶	ڈاکٹر محمد دین صاحب
۲۳۱۴۲	چوہدری دین محمد صاحب	۱۶۳۲۳	سید اختر حسین صاحب
۲۳۱۴۵	اسلم جنرل کشور	۱۷۱۲۳	میاں فضل محمد صاحب
۲۳۰۲۱۲	مولوی عبدالرحمن صاحب	۱۷۲۲۳	کیٹن عزیز احمد صاحب
۲۳۵۲۳	ملک نذیر احمد صاحب	۱۷۲۲۹	مسعود حسن صاحب
۲۳۹۶۹	محمد رشید الدین صاحب	۲۰۰۷۷	سید ذوق مسعود صاحب
۲۳۵۷۳	محمد رفیع الدین صاحب	۲۰۵۰۶	لطیف احمد صاحب
۲۱۰۵۲	اندر کھا صاحب	۲۰۸۲۹	ملک بشیر بہادر خان صاحب
۲۳۲۹۰	حوالہ عبدالملک صاحب	۲۰۵۲۱	چوہدری فضل احمد صاحب
۲۳۱۲۳	میاں عبدالغفور صاحب	۲۰۹۹۶	حکیم عبدالرحمن خان صاحب
۲۳۹۲۹	ملک عزیز احمد صاحب	۲۱۲۳۰	شیخ رحمت احمد صاحب
۲۱۹۲۴	چوہدری محمد حسین صاحب	۲۱۲۸۲	ملک سعادت احمد صاحب
۲۱۰۳۳	بشیر الدین اینڈ کو	۲۱۷۰۱	میاں طلال الدین صاحب
۲۱۳۳۰	چوہدری احمد حسن صاحب	۲۱۹۲۲	چوہدری محمد حسن صاحب
۲۳۲۵۱	مرزا بشیر احمد صاحب	۲۳۰۲۳	میاں عبداللطیف صاحب
۲۳۹۸۱	چوہدری فیض عالم صاحب	۲۳۳۷۹	خادم حسین صاحب
۲۳۶۰۰	ڈاکٹر لال دین صاحب	۲۳۵۲۳	ملک نذیر احمد صاحب
۲۳۹۷۹	محمد سلیمان خان صاحب	۲۱۶۸۲	اختر دہ صاحب
۲۳۶۲۷	صدر بیگ صاحب	۲۱۲۸۲	ملک سعادت احمد صاحب
۲۳۱۶۱	مسعود علی شاہ صاحب	۱۸۹۵۱	۱۸۹۵۱
۲۳۲۱۹	چوہدری محمد نواز صاحب	۲۳۶۰۰	ڈاکٹر لال دین صاحب
۲۳۰۸۲	مستری غلام محمد صاحب	۲۳۳۸۰	چوہدری یعقوب خان صاحب
۲۳۶۰۰	ڈاکٹر لال دین صاحب	۲۳۷۳۰	منشی غلام نبی صاحب
۲۳۱۷۲	بشیر احمد صاحب	۲۳۷۳۱	راجہ دوست محمد صاحب
۲۳۱۸۹	سید عبدالرب صاحب	۲۳۷۹۸	پیر محمد الکر صاحب
۲۳۹۸۲	شیخ نبی بخش عبدالکریم	-	-

امراء و پرنسپلز صاحبان صلح کو جراوالہ توجہ کریں

روزہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۲ء بروز آوارا لڑتے ۱۲ بجے دہر مسجد احمدیہ محلہ باغبان پورہ گوجرانوالہ میں صلح
 کو جراوالہ ایگم اعلان منقہ ہو گا جس میں ایک اہم معاملہ پیش ہو گا۔ اس اجلاس میں تمام امراء و پرنسپلز
 صاحبان کا شامل ہونا ضروری ہے۔ امراء و پرنسپلز صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وقت
 مقررہ پر گوجرانوالہ پہنچ کر شرکت اجلاس ہوں۔ اگر کوئی امیر یا پرنسپل کسی خاص وجہ سے شامل نہ ہو
 سکتے ہوں۔ توجہ اپنا نامزدہ بھیجیں۔ دایرہ جاعت نے احمدیہ صلح کو جراوالہ

ان کے فروخت میں ہیں۔ خواہشمند صاحب حکیم ظفر الدین صاحب میں بازار
 شیخ پورہ سے بات کریں۔

حب مہر اہل حدیث اسقاطِ حاکمِ مجرب علان: فی تولدہ دیر ہومیہ ۸/۱ مکمل خوراک گیارہ تولدہ کے لیے جو وہ روئیے: حکیم نظام جہان اینڈ سنز گوجرانوالہ

اخبار اہل حدیث کے پیش کردہ دو انوکھے معیارِ صداقت

۱۔ از مکرّم سید (صحرى) صاحب مکتبہ "جہانگیر آباد" (دستخط)

مختصر اخبار "اہل حدیث" سوہرہ پنجاب (۱۹۵۲ء) شہدہ ہیں ایک صاحب علامہ حقانی "نے" کذب بات مرنے پر دو لائن "کمزور نہیں ایک مضمون لکھا ہے۔ ہم ان کی سخت کلامی کو نظر انداز کر کے ان کے لئے صبر و بردباری کرتے ہیں۔ اور ان کے پیش کردہ امور کا جواب دے کر تلافی حق و عدالت سے امید کرتے ہیں کہ وہ اندازہ کریں گے کہ انہیں اہمیت کے اس باب میں کس قدر دلچسپی ہے اور کس قدر دلچسپی ہے؟

پہلا معیار اخبار "اہل حدیث" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کذب پر پہلی دلیل بطور معیار یہ پیش کی ہے کہ "سچے ہی جہاں مرتے ہیں وہیں دفن کئے جاتے ہیں پتھر یا دیوانی کا ایک جگہ مرنے اور دوسری جگہ دفن ہونا بقول صدیق اکبر اس بات کا روشن ثبوت ہے۔ کہ وہ نبی نہ تھے۔ خدا کے فرستادہ نہ تھے۔ کذاب مغزبی تھے۔ اور سب کذاب ایسے رسولانِ باطل کے زمرہ میں شامل تھے۔"

جواب یہ انبیاء کی صداقت کے پرکھنے کا معیار قطعاً نہیں۔ کیونکہ یہ امر نہ صرف واقعات کے خلاف ہے، بلکہ ہمارے مخالفین کے مسلمات بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔

دا "شامل ترمذی" میں جہاں اس حدیث کو درج کیا۔ اور اس کو "غریب" بتایا گیا ہے۔ وہاں صاف لکھا ہے: "ویشکل هذا بمثل موسیٰ من مہصر اہل فلسطین" یعنی یہ حدیث کہہ جہاں دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ اسی جگہ اس کی موت آتی ہے۔ اس میں بہت بڑا اشکال ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بعد وفات مہصر سے فلسطین لایا گیا تھا۔ جب مہصر صاحب حضرت موسیٰ کو کوئی رسولانِ باطل کے زمرہ میں قرار دی گئے۔

۲) غیر احمدی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ ان عیسائی بعد بعثتہ فی الارض "سچے دلچیز نبوت بین الملکة واللینة فیجمل الی المدینة" (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۰۷)

یعنی حضرت عیسیٰؑ سچ سے واپسی پر کہ اور دین کے درمیان وفات پائی گئے۔ اور ان کو اٹھا کر مہصر میں دفن کیا جائیگا۔ کیا "اہل حدیث" حضرت حضرت عیسیٰؑ کو کوئی "رسولانِ باطل کے زمرہ میں شامل" کریں گے۔

۳) ایہی تقاسم میں حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کو کوئی بعد وفات مہصر سے فلسطین لے جا کر دفن کرنا مسموع ہے۔ مگر کیا ان دونوں کو بھی مندرجہ بالا معیار کے روئے متضمن صاحب کذاب قرار دیں گے اگر

اپنی تو کیوں؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان، حضور کی اپنی ذاتِ اقدس سے صرف متعلق تھا۔ کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حجرہ میں ہی دفن کیا جائے۔ جہاں آپ کا وصال ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت ابو بکرؓ نے حضور کو اسی جگہ دفن کرنے پر زور دیا۔ ورنہ یہ نہ تو عام انبیاء کی نسبت بات صحیحی۔ اور نہ ہی معیارِ صداقت اور اگر یہ معیار ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ پھر واقعات کے روئے تو حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ ہی بقول عقیدہ مخالفین اس معیار پر صادق نہیں نظر آتے۔

دوسرا معیار اخبار "اہل حدیث" میں دوسری دلیل کذاب مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ایک حدیث کے پیش نظر یہ لکھی ہے کہ "انبیاء و مرسلین کے صدق و کذب کو پرکھنے کے لئے ایک عمدہ کوئی ہے۔ خدا کے بھیجے ہوئے سچے ہی اور رسول اول تو کچھ چھوڑتے نہیں۔ چھوڑیں ہی تو ان کی جاہل ادا ان کے مال و متاع کا کوئی وارث و حقدار نہیں ہوتا۔ ان کا ترک تو م کی ملکیت ہوتا ہے۔ کیا مرزے کا دیان بھی اس تک صداقت پر روکے جاسکتے ہیں؟"

۱) اہل حدیث ۲۴ جنوری ۱۹۵۲ء

جواب ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ یہ عیسویوں کو پرکھنے کا کوئی معیار نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث "بخاری" میں حدیث "لا ذریت ما ترکنا صدقہ" کے ساتھ صاف الفاظ میں مندرج ہے۔ کہ: "دا، "یرید رسول اللہ صلعم نفسہ" بخاری ج ۱ ص ۱۰۷

معیارِ صداقت قرار دیتے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ انبیاء کی جدی یا ذاتی جائیداد بھی ان کے ورثا میں تقسیم ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت داؤدؑ کے وارث حضرت سلیمانؑ ہوئے مگر ان کی نبوت پر اس سے کوئی اثر نہ پڑا۔ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمدؑ تاج الدینی علیہ السلام کی جدی یا ذاتی جائیداد کی وارث ان کی اولاد وغیرہ ہوئی۔ تو یہ بھی قابلِ اعتراض نہیں البتہ اگر کسی کی جدی یا ذاتی جائیداد تو نہ ہو۔ مگر اس کے پاس کوئی اموال ہوں۔ تو اس میں اس کے وارثوں کا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ اور اسی امر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ اور اس کے موافق بانی جماعت احمدیہ کے پاس بھی جو کوئی اموال تھے۔ وہ تو م کی چیز تھے اور تو م کے پاس ہیں۔ اور وہ آپ کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ "اہل حدیث" کے پیش کردہ دونوں اور انبیاء کی پرکھ کے معیار قطعاً نہیں۔ ورنہ ان کو مشہور مسند انبیاء و مرسل مثل حضرت یعقوبؑ علیہ السلام یوسفؑ موسیٰؑ داؤدؑ اور سلیمانؑ کا بھی منکر ہونا پڑیگا۔ سچ ہے۔

انبیاء کے طور پر رحمت ہوئی ان پر تمام ان کے جو حصے ہیں ان میں سب نبی ہیں تھوڑے (مسیح موعود علیہ السلام)

ذخیرت دعوت میرے بڑے بھائی بشیر احمد صاحب کا میرے ہسپتال لاہور میں کان کا آپریشن ہوئے۔ احباب کرام اپریشن کے کامیاب ہوئے اور اس کو کامل صحت عطا ہونے کے متعلق دعا فرمائیں۔

ہمارے شہترین سے استفسار کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں!

اعلان نکاح
خاکسار کی لڑکی عزیز صافہ کا نکاح عزیز عبد القدر صاحب بن میاں کو رات دین صاحب کے ساتھ بعض مبلغ یا نقد ڈیڑھ ہجرت ہر حکم مولوی عبد المعنی صاحب امیر جماعت احمدیہ حلیم نے مورخہ ۱۰ بروز اتوار بمقام کوٹیان مبلغ خیرات دعا تقریب رضعتانہ بھی اسی روز عمل میں آئی انجیل کرام خدمت میں درود منداہرہ اچھے۔ کہ معازت میں کہ حضرت خانی چرشتہ جانیس کے لئے رحمت اور کرم کا موجب بنائے آمین دعا فرمائیں عبد الصالح صاحب احمدی کوٹیان صاحب

کے مکمل کوٹیان ۲۵ روپے درواخانہ نور الدین بھوجھا مل بلڈنگ لاہور

ضروری اعلان

ریزہ پورٹن عیسوی سلطنت کے ماتحت مریویوں کو ساہانہ آمد معلوم کر کے لے لے ایک دفعہ ہی کونسا دم بھیجے گئے۔ اس کا کافی امیر جماعت یا پریڈیٹ کو کہ پڑا اور پڑاویں۔ ایک ماہ کے بعد دوسری دفعہ فارم بند لیا۔ رجسٹری مریویوں کو اور امیر جماعت کو اطلاع بھیجی۔ ابو جردس کے حسب ذیل مریویوں کی طرف سے جوٹ فارم نہیں آئے۔ مگر چونکہ ان کی رجسٹریاں کسی دور میں لے دھول کی ہیں۔ اس لئے امکان ہے۔ کہ ان کو جوٹ فارم نہ ملے ہوں۔ لہذا بذریعہ اعلان اطلاع دیا جاتی ہے کہ مریویوں کے احباب اس اعلان کے پندرہ روز کے بعد اطلاع دیں کہ ان کو فارم ملے ہیں یا نہیں۔ اور اگر مل چکے ہوں۔ تو پندرہ روز کے اندر اندر اس میں فرمادیں۔ ورنہ ان کی دعویاں منسوخ کر دی جائیں گی۔ مشرقی پاکستان کو اطلاع کے بعد ایک ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس اعلان سے پہلے بھی ایک اعلان بھیجا گیا ہے۔ اس میں بھی مشرقی پاکستان کے احباب کے لئے ایک ماہ کی مہلت مقرر کی جاتی ہے۔

۱) چوہدری غلام احمد صاحب احمد نگر اسٹیٹ سندھ ۱۹

۲) صاحبزادی صفورہ بیگم صاحبہ دکن بانگ - لاہور ۶۶

۳) حسین بی بی صاحبہ آرمی میڈیٹ ڈیوٹر گورنمنٹ ہسپتال ۳۹

۴) عبد الحکیم صاحب مشرقی بنگال ۶۸

۵) عبد الکریم صاحب برہمن پڑیہ ۶۹

۶) عبد الحکیم صاحب برہمن پڑیہ ۷۳

۷) چوہدری محمد شرف صاحب چک ۱۱۳۸۸

۸) چوہدری محمد تقی صاحب بیرسٹر سیالکوٹ ۶۷

۹) ملک نصرت خان صاحب ۶۳

۱۰) دیکر بی بی مجلس کارپوراز راولپنڈی

نما جہان کے لئے
آسمانی پیغام
مجانب حضرت امام جماعت محمدیہ اہل حدیث انگریزی زبان میں کارڈ اپنے پر

مفت
عبداللہ ادین سکھ آباد دکن

ترباق اٹھرا۔ محل ضائع ہو جائے ہو یا بیچے فوت ہو جائے ہو یا فی شیشی ۲۸ روپے مکمل کوٹیان ۲۵ روپے درواخانہ نور الدین بھوجھا مل بلڈنگ لاہور

چودھری محمد ظفر اللہ خاں برطانیہ اور مصر کے تنازعہ علاوہ عربوں اور ترکی میں مصفا کریمی کی کوشش کریں گے

۲۶ فروری - ذریعہ اخبار پاکستان چودھری محمد ظفر اللہ خاں تمام عرب اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں پاکستان کی جگہ خالی ہے کہ دفاع کے متعلق خزانہ کی ایک تجویز پر غور کریں گے۔ لیکن کیا جاتا ہے کہ تاہم سے کہ جی جاتے وقت جب بغداد کے ہوائی اڈے پر ان کا جہاز دو گھنٹے تک ٹھہرا دیا گیا تو خزانہ کی ایک تجویز پر غور کریں گے۔ یہ تو فیصلہ جاری ہے کہ چودھری محمد ظفر اللہ خاں تاہم میں پیغمبر کے تو خزانہ کی سفیر سعید قمرہ نوری سعید پاشا کا ایک ذاتی مراسلہ انہیں دیں گے۔

آپ قیام قاہرہ کے دوران میں جن لوگوں سے ملاقات کی ہے ان میں سے ایک صاحب نے کہا ہے کہ اب کے عہدہ اور بھی سکھ دو دنوں نے اس قسم کی اذنان بابا صاحب کی طرف غصوب کرنے کی حساسات کی ہے۔ چنانچہ بھائی دیر سکھ نے ایک مقام پر بابا صاحب کی اذنان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ انہوں نے اذنان میں یہ بھی کہا تھا کہ :-

گور بر اقبال است سری اقبال
چت چرن نام گھر گھر پر نام
پر بھو دیالی جو سر بنگ جیوال
(گور دانگ چنکارا)

ہیں یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ سکھوں کے بڑے بڑے دو دن بھی بابا صاحب کے اسلام کو چھپانے کی غرض سے حقیقت کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ بھائی دیر سکھ ایسا دو دن اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ گور بر اقبال اور است سری اقبال وغیرہ جیسے ایسے ہیں جو بابا صاحب کے زمانہ میں موجود نہ تھے۔ بلکہ یہ گورو گو بند سکھ کے زمانہ میں عالم وجود میں آئے ہیں۔ چنانچہ وہ بے ہوش گمراہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس کے ابتدائی صفحات میں ہمارے سامنے یہ آتا ہے :-

گور بر اقبال گھر گھر پر نام
چت چرن نام (زدم گرنٹھ صف)

پس اس سے بھی اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ گور بر اقبال وغیرہ جنوں کا تعلق بابا صاحب سے نہیں بلکہ ان کے موجود گورو گو بند سکھ تھے۔ ان حالات میں کون اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ بابا صاحب نے عرب میں ۱۵ اذنان ہی تھی جو ان کے کافی عرصہ بعد گورو گو بند سکھ کے ذریعہ عالم وجود میں آئی تھی۔ اور بھی امر قابل غور ہے کہ ان جہلوں کو سکھوں کے کسی بھی بزرگ نے اذنان فراموش نہیں دیا۔ انہیں کتنے سکھ گوت میں یہ مرقوم ہے :-

”اگر نماز مسجد میں بہت سے لوگوں نے ملکر ادا کرنی ہو تو مسجد کے مینار پر چڑھ کر اذنان (یا گنگ) دینا ضروری ہے۔ تاکہ آواز سکھ لوگ سنا سکیں جو جہاں ہیں۔“
(ترجمہ از سیان کوشن صف ۳۲)

احزاری ملاؤں کو ملک و ملت سے غداری اور ان کی سیاسی سازشوں کے تحت لادھا ہا اور

جان گیری کی طرح عبرتناک سزائی دی جائیں۔ اور مجلس احرار اور ان کی ذیلی جماعتوں کو نوری خلاف قانون قرار دیا جائے۔ باجوں کا ملہ والوں اور پاکستان کے دشمنوں کو پاکستانی نوجوان سمجھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اینٹی ملانیت فرنٹ کی جانب سے احزاری ملاؤں کی فوری ملکی سازشوں اور غداریوں کی مکمل تاریخ حکومت پاکستان کو مستقبل قریب میں پیش کی جائے والی ہے۔

مسلمانوں کے باہمی اختلاف صرف ان کے دشمن ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں

لاہور میں عاتق لیڈر جناب کشف الغطاء کی تقریر

لاہور ۲۶ فروری - اختلاف العمارت کے عاتق مندوب اعلیٰ الشیخ محمد حسین کشف الغطاء نے پاکستان کے عوام کو مکمل طور پر متحد ہوجانے اور نئی امتیاز ختم کرنے کی تلقین کی ہے۔ آپ نے کہا کہ اے شاہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا مسلمانوں کے تمام فرقے ہی خدا کی عبادت کرنے ہیں۔ اور ہمیشہ سے ایک ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں رہنا چاہیے۔ آپ نے کہا مسلمانوں کے باہمی اختلافات سے صرف ان کے دشمن ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اگر وہ آج کی دنیا میں اپنے لئے ممتاز مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کا نصب العین اتحاد ہونا چاہیے۔ کیونکہ اتحاد ہماری بہتری اور انتشار میں تباہی ہے۔ جناب کشف الغطاء نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں گھر گھر سے ہرگز بلند آواز سے کی جانی ہے۔ جسے سکھ نمازی جمع ہو جائے ہیں۔ (ترجمہ از دسم گرنٹھ صف ۱۱)

ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ اذنان کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ اور اس کا مقصد نمازیوں کو تباہ کرنے کے لئے بلانا ہے۔ جیسا کہ بارہ دنوں سے نماز اور اذنان نہیں ہیں۔ (باقی)

حضرت بابا نانک اور سکھ دو دن (بقیہ صفحہ ۵ سے آگے)

گور بر اقبال است سری اقبال
چت چرن نام گھر گھر پر نام
پر بھو دیالی جو سر بنگ جیوال
(گور دانگ چنکارا)

ہیں یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ سکھوں کے بڑے بڑے دو دن بھی بابا صاحب کے اسلام کو چھپانے کی غرض سے حقیقت کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ بھائی دیر سکھ ایسا دو دن اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ گور بر اقبال اور است سری اقبال وغیرہ جیسے ایسے ہیں جو بابا صاحب کے زمانہ میں موجود نہ تھے۔ بلکہ یہ گورو گو بند سکھ کے زمانہ میں عالم وجود میں آئے ہیں۔ چنانچہ وہ بے ہوش گمراہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس کے ابتدائی صفحات میں ہمارے سامنے یہ آتا ہے :-

گور بر اقبال گھر گھر پر نام
چت چرن نام (زدم گرنٹھ صف)

پس اس سے بھی اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ گور بر اقبال وغیرہ جنوں کا تعلق بابا صاحب سے نہیں بلکہ ان کے موجود گورو گو بند سکھ تھے۔ ان حالات میں کون اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ بابا صاحب نے عرب میں ۱۵ اذنان ہی تھی جو ان کے کافی عرصہ بعد گورو گو بند سکھ کے ذریعہ عالم وجود میں آئی تھی۔ اور بھی امر قابل غور ہے کہ ان جہلوں کو سکھوں کے کسی بھی بزرگ نے اذنان فراموش نہیں دیا۔ انہیں کتنے سکھ گوت میں یہ مرقوم ہے :-

”اگر نماز مسجد میں بہت سے لوگوں نے ملکر ادا کرنی ہو تو مسجد کے مینار پر چڑھ کر اذنان (یا گنگ) دینا ضروری ہے۔ تاکہ آواز سکھ لوگ سنا سکیں جو جہاں ہیں۔“
(ترجمہ از سیان کوشن صف ۳۲)

یہ سیاسی نوعیت کی ہوں گی۔ اس لئے دوسری تقریرات کو زیادہ سے زیادہ کر دیا جائے۔ مسز ایچ اچاریا میں چودھری محمد ظفر اللہ کی مکتوبات اہمیت کی جارہی ہے (خبرائے پاکستان لاہور ۲۶ فروری)